بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون ملہم الصواب

(۱) سننِ بیہقی، کنز العمال، بزار اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب: الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر وغیرہ کتبِ حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شلوار پہنو، یہ تمہارے لباس میں ستر پوشی کے اعتبار سے زیادہ ساتر ہے، اور اپنی عورتوں کو بھی پہناؤ جب وہ باہر نکلیں۔

((اتَّخِذُوا السَّرَاوِيلاتِ فإنَّها مِنْ أَسْتَرِ ثِيَابِكُمْ وَحصِّنُوا بِها نِساءَكُمْ إذا خَرَجْنَ)) أخرجه البَيْهَقِي في الأدَبِ عن عليّ. وأخرجه البزار، والعقيلي، وابن عدى ، والديلمى ايضا).[الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير 1/ 30]و[الجامع الصغير من حديث البشير النذير 1/ 8]و [جامع الأحاديث 1/ 248]

مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بہت سے محققین علماء کرام نے ستر کی احتیاط کی وجہ سے شلوار / پاجامہ پہننے کو مستحب قرار دیا۔ مثلاً علامہ مناوی رحمہ اللہ نے فیض القدیر شرح الجامع الکبیر: (ج ۱ص: ۱۴۳) میں حدیث میں مذکور حکم کو ندب واستحباب پر محمول کر کے شلوار اور پاجامہ پہننے کو مستحب قرار دیا ہے۔ البتہ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ بشرطیکہ حد سے زیادہ طویل یا حد سے زیادہ عریض نہ ہو۔

(اتخذوا) ..... والأمر للندب المؤكد(السراويلات) التي ليست بواسعة ولا طويلة جمع سراويل أعجمي عرب جاء بلفظ الجمع وهو مفرد يذكر ويؤنث والسراوين بنون والشراويل بشين معجمة لغة (فإنها من أستر ثيابكم) أي أكثرها سترا ومن مزيدة لسترها للعورة التي يسئ صاحبها كشفها [فيض القدير 1/ 143]

نیز شمائلِ کبریٰ (جلد ۱ صفحہ ۲۱۶ میں عمدۃ القاری جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۶ کے حوالہ سے لکھا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے پاجامہ پہننے کو مستحب قرار دیا ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ مذکور حدیث کو علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اگرچہ موضوع فرمایا ہے، لیکن محققین محدثین کرام نے فرمایا کہ علامہ ابن جوزی کا حدیث کو موضوع قرار دینا درست نہیں؛ کیونکہ یہ حدث کثرتِ طرق کی وجہ سے حسن کے درجہ میں ہے۔

عن علي قال : كنت قاعدا عند رسول الله - صلى الله عليه وسلم - عند البقيع فى يوم مطير فمرت امرأة على حمار ومعها مكار فمرت فى وهدة من الأرض فسقطت فأعرض عنها بوجهه فقالوا يا رسول الله إنها متسرولة فقال اللهم اغفر للمتسرولات من أمتي يا أيها الناس اتخذوا السراويلات فإنها من أستر ثيابكم وحصنوا بها نساءكم إذا خرجن (البزار ، والعقيلى فى الضعفاء ، وابن عدى ، والبيهقى فى الأدب ، والديلمى ، وأورده ابن الجوزى فى الموضعات فلم يصب ، والحديث عندى حسن لطرقه) [كنز العمال 41838][جامع الأحاديث 31/ 431] و[حياة الصحابة للكاندهلوى 4/ 98]

قال المناوى (1/110) : حكم ابن الجوزى بوضعه لكن تعقبه ابن حجر بأن البزار والمحاملي والدارقطني رووه من طريق آخر فهو ضعيف لا موضوع .[جمع الجوامع و الجامع الكبير للسيوطي ص: 670]

دار الافتاء

(۲) آنحضرت ﷺ سے شلوار پاجامہ پہننے کے بارے میں روایات میں اختلاف ہے۔ بعض روایت سے پہننے کا ثبوت معلوم ہوتا ہے، جبکہ بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ خریدا تھا اور اسے پسند بھی فرمایا، لیکن پہننا کہیں ثابت نہیں۔

مثلاً شمائل کبریٰ جلد اول صفحہ ۲۱۳ میں ہے:

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے پاجامہ پہنا ہے۔ (حاوی جلد ۲ صفحہ ۳۶۸)

نیز شمائل کبریٰ ہی میں طبرانی، مجمع الزوائد وغیرہ کتب کے حوالہ سے مذکور ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بازار گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کپڑے فروش کے پا تشریف فرما ہوئے اور اس سے چار درہم میں ایک پاجامہ خریدا۔ (شمائل کبریٰ جلد اول صفحہ ۲۱۳)

جبکہ شمائل کبریٰ ہی میں زاد المعاد وغیرہ کتب کے حوالہ سے مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہننا ثابت نہ بھی ہو مگر پہننے کے ارادہ سے خریدنا ثابت ہے اور یہ محقق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پاجامہ موجود تھا حتیٰ کہ کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے ترکہ میں پاجامہ موجود تھا۔ (شمائل کبریٰ جلد اول صفحہ ۲۱۵)

اسوۂ رسول اکرم ﷺ میں ہے:

حضور ﷺ کی عادت شریفہ لنگی باندھنے کی تھی، پاجامہ پہننا مختلف فیہ ہے، بعض احادیث سے اس کا پہننا ثابت ہے، اور اپنے اصحاب کو پہنے دیکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ پاجامہ پہنتے ہیں تو فرمایا کہ پہنتا ہوں، مجھے بدن کے ڈھانکنے کا حکم ہے، اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے۔

(۳) چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شلوار پہننے کی ترغیب اور اسکو پسند فرمانا ثابت ہے لہٰذا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا خود پہننا ثابت نہ بھی ہو تو بھی شلوار پہننے کو مستحب یا مندوب کہا جاسکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ حدِ شرعی کی رعایت کے ساتھ ہو مثلاً حد سے زیادہ طویل نہ ہو کہ اسکا پائنچہ ٹخنے سے نیچے لٹکنے لگے اور نہ ہی حد سے زیادہ عریض ہو کہ اسراف کی حد میں پہنچ جائے۔

فی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر - للمناوي ج 1 صفحہ ۱۴۳

وفيه ندب لبس السراويل لكن إذا لم تكن واسعة ولا طويلة فإنها مكروهة كما جاء في خبر آخر

(۴) بعض روایت کی رو سے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں شلوار / پاجامہ پہننا ثابت ہے۔ مثلاً فیض القدیر میں علامہ مناوی رحمہ اللہ نے تفسیر ابن وکیع کے حوالہ سے لکھا کہ جس نے سب سے پہلے شلوار / پاجامہ پہنا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور شمائل کبریٰ میں علامہ عینی کے حوالہ سے مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس

دار الافتاء

دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرفِ گفتگو سے نوازا گیا اس دن وہ صوف کے پاجامہ پہنے ہوئے تھے (عمدۃ القاری جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۷، شمائل کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۲۱۶)

فی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر - للمناوي ج 1 صفحه ۱۴۳

وفي تفسير ابن وكيع أن إبراهيم أول من تسرول قال الداراني : لما اتخذ الله إبراهيم خليلا أوحى إليه أن وار عورتك من الأرض فكان لا يتخذ من كل شئ إلا واحدا سوى السراويل فيتخذ اثنين فإذا غسل أحدهما لبس الآخر حتى لا يأتي عليه حال إلا وعورته مستورة به وروى أبو يعلى أن عثمان لما حوصر أعتق عشرين رقبة ثم دعا بسراويل فشدها عليه ولم يلبسها في الجاهلية ولا في الإسلام ثم قال : إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم البارحة في المنام وأبا بكر وعمر وقالوا اصبر فإنك تفطر عندنا الليلة القابلة ثم دعا بالمصحف فنشره بين يديه فقتل وهو بين يديه فدل هذا على أنه أبلغ ما تستر به العورة لأنه لم يلبسه إلا عند تحققه أنه مقتول فآثره لأنه أبلغ في صون عورته عن أن يطلع عليها أحد عند قتله (وحصنوا) استروا (بها نساءكم) أي صونوا بها عورات نسائكم يقال حصن.

واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۹ ذی الحج ۱۴۳۴ھ مطابق ۴ نومبر ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ

۳۰/۱۲/۱۴۳۴ھ